

دے کے رہ گئی ہے یہی اپنی کائنات

صاحبزادہ سید نور شہید احمد گیلانی

حکیم الامت علامہ اقبالؒ سے چند ملاقاتوں کی یادداشت پر مشتمل فقیر سید وحید الدین کی انتہائی دلچسپ اور یقین افروز کتاب ”روزگار فقیر“ میں شاعر مشرق سے ملاقات کا حال یوں درج ہے کہ ایک صاحب نے حضرت علامہؒ سے پوچھا ”غازی علم الدین کی موت شہادت ہے یا نہیں؟“ ڈاکٹر صاحب نے اس کے جواب میں ارشاد فرمایا، اس کا انحصار نیت پر ہے اس کے بعد سلسلہ گفتگو جاری رکھتے ہوئے فرمایا کہ اگر حقیقت ذہن میں ہو کہ جملہ آدمی کاہل مقصد پیغمبر کے ذاتی و فاعلی کو نقصان پہنچانا نہیں بلکہ اس کے لئے ہوئے پیغام کو مجروح اور اس ایمان محکم کو متزلزل کرنا ہے جو اس پیغام رشد و ہدایت پر قائم و استوار ہے تو یہ جملہ صرف انسانی یا پیغمبرانہ وقار کا قتل نہیں رہتا بلکہ اس ایمان اور عقیدہ کا قتل بن جاتا ہے اس کوشش یا اقدام کے خلاف ہر مدافعت یقیناً صرف اللہ تعالیٰ کی خوشنودی کے لیے ہوتی ہے اور وہی اس کا ٹھیک ٹھیک اجر دینے والا ہے۔

ڈاکٹر صاحب نے یہ کہہ کر نہایت رقت آمیز لہجہ میں فرمایا :
”میں تو یہ بھی برداشت نہیں کر سکتا کہ کوئی شخص میرے پاس آکر یہ کہے کہ تمہارے پیغمبر نے ایک دن میلے کپڑے پہنے ہوئے تھے۔“

آج ملعون رشدی کی خرافات و سفوات پر مشتمل ”سٹاک در سبز“ جیسی ہڈیاں زدہ کتاب کے پس منظر میں عالم اسلام کے جذبات کی حضرت علامہؒ کے درج بالا احساسات بھرپور اور پرجوش ترجمانی اور عکاسی کر رہے ہیں وہ حضرت علامہؒ نے فرمایا ہے کہ عخاص ہے ترکیب میں قوم رسولِ ہاشمی

در اہل یورپ کو اس خاص ترکیب کا بھی تک اور اک حاصل نہیں ہو سکا ورنہ وہ ملعون رشدی کے منکے کو حقوق انسانی، آزادی رٹے اور جمہوریت کا مسئلہ نہ بناتا۔

یورپ کے مفکرین کے ہاں انسان اور قوم کے اجزائے ترکیبی اس سے بالکل مختلف ہیں جن کا تصور ایک مسلمان کے ہاں موجود اور متحکم ہے، ان کے ہاں انسان کیا ہے؟ بندر کی ترقی یافتہ شکل، چارچھ گین پانی، فاسفورس، کو لیسٹرول، آئرن کی مخصوص مقدار اور ایسی ہی چند دوسری دھاتوں کے آمیزہ کا نام انسان ہے، اور بس! اسی طرح قوم یا نسل سے وجود میں آتی ہے یا وطن سے اور یا رنگ اور زبان سے، مگر ہمارے ہاں نہ انسان اتنا بے قیمت ہے اور نہ اس کی ساخت اتنی بیہودہ کہ منڈی یا دکان پر اس کا مول تول چند سو روپوں میں ہو جائے اور اسی طرح قوم یا ملت نسل، وطن، رنگ اور زبان جیسے مکڑی کے جالوں سے تشکیل نہیں پاتی بلکہ ہمارے ہاں انسان خلیفۃ اللہ فی الارض اور امانت الہی کا حامل اور امین ہے اور انسانوں ہی سے پیغمبر اور رسول مبعوث کئے گئے اور قوم رنگ و نسل اور وطن اور زبان سے نہیں عقیدہ و ایمان سے بنتی ہے۔

یورپ یہ سمجھتا ہے کہ پیغمبر بھی تو انسان ہوتا ہے اگر اس کے بارے میں کچھ کچھ دیا جائے تو اس سے کیا فرق پڑتا ہے؟ اور اگر کوئی قوم کسی تحریر پر ناراض ہوتی ہے تو یہ کوئی پریشانی کی بات ہے؟ یہ یورپ کی اس کج فہمی اور بد فکری کا شاخسانہ ہے جو انسان اور قوم کے حوالے سے اس کے اندر رائج ہے، وہ انسان کو دھات، پانی اور ہوا کا آمیزہ اور قوم کو رنگ، نسل زبان اور وطن کا مجموعہ سمجھ کر انسانیت کے تقدس اور ملت کے تشخص کو فراموش کر دیتا ہے اس لیے وہ توہین رسالت ایسے فعل قبیح کو اس کے صحیح تناظر میں دیکھنے کی زحمت نہیں کرتا، اور یہی بھی اس سے چنداں غرض نہیں کہ وہ انسان اور ملت کے بارے میں اپنے نظریات میں ضرورت تبدیلی لائے لیکن ہم اسے یہ بتانا اپنا فرض سمجھتے ہیں کہ ایک مسلمان کی سوچ کیا ہے؟

ہر انسان آکسیجن سے سانس لیتا ہے لیکن مسلمان کی سانس کا دوسرا نام عشق رسولؐ ہے ہر انسان پانی پی کر جیتا ہے لیکن مسلمان حب رسولؐ کی آب و ہوا میں زندہ رہتا ہے ہر انسان آنکھ سے دیکھتا ہے لیکن مسلمان کی آنکھ کا سرمہ خاکِ مدینہ و نجف ہے، ہر انسان کے پہلو میں دل دھڑکتا ہے لیکن مسلمان کے دل کی دھڑکن یادِ رسولؐ ہے، ہر انسان کی رگوں میں خون دوڑتا ہے لیکن مسلمان کی رگوں میں محبت

آلِ رسولؐ گروش کرتی ہے، ہر انسان زندگی کو زندگی سمجھ کر بسر کرتا ہے لیکن مسلمان خدا و رسولؐ کی خوشنودی کے لیے زندگی گزارتا ہے، ہر انسان آزادی کا خواہاں ہے لیکن مسلمان غلامی رسولؐ کا طلبگار ہے ہر انسان موت سے خوفزدہ رہتا ہے لیکن مسلمان شہادت کی آرزو رکھتا ہے، ہر انسان نفع و نقصان کے حوالے سے سوچتا ہے لیکن مسلمان ہر چیز کو عقیدہ و ایمان کے ترازو میں تولتا ہے، ہر انسان اپنی ناموس کی فکر میں رہتا ہے لیکن مسلمان اپنی جان کو حرمتِ رسولؐ پر لٹا دینے کو اپنے لیے سعادت سمجھتا ہے۔

۵ نماز اچھی، روزہ اچھا، حج اچھا، زکوٰۃ اچھی
مگر میں باوجود اس کے مسلمان ہو نہیں سکتا
نہ جب تک کٹ مروں میں خواجہ بطحا کی عزت پر
خدا شاہد ہے کامل میرا ایمان ہو نہیں سکتا

یورپِ رُشدی کے واجب القتل ہونے کے فتوے کو حقوقِ انسانی قرار دیتا ہے اس سے بڑھ کر لطیفہ کیا ہو گا کہ کون سا انسان؟ جو ان کے نزدیک بندر کی اولاد ہے، اور کیسا حق؟ جن کے ہاں کالا اور گورا دیکھ کر حقوق متعین ہوتے ہیں، انسان کے مقدس ہونے کا تصور مسلمان کے ہاں ہے اور اس کے حقوق کا تحفظ بھی سب سے پہلے اسلام نے کیا ہے، جس نے انسان کو اشرف المخلوقات اور کمالے اور گورے اور بندہ و آفاقی تمیز کو فسادِ آدمیت قرار دیا ہے، اور تاریخ نے اپنی آنکھوں سے علیؑ و بلالؓ کو دوش بدوش چلتے اور نواسہ رسولؐ امام حسنؑ اور غلام زادہ اسامہ بن زیدؓ کو آغوشِ رسولؐ میں زانو بہ زانو بیٹھے دیکھا۔ (بخاری: ۲: ۸۸۸ طبع دہلی۔ طبقات ابن سعد: ۴: ۶۲ بیروت)

ہم جب رُشدی کو واجب القتل قرار دیتے ہیں تو یہ فتویٰ محض ایک فرد، ایک آدمی اور ایک انسان کے خلاف نہیں بلکہ ہر وہ سُوج و واجب القتل ہے جو دلوں سے احترامِ رسولؐ فنا کرتی ہے، وہ ذہنیت واجب القتل ہے جو گستاخیِ رسولؐ کا سوچتی ہے، وہ قلم واجب القتل ہے جو پیغمبرؐ کے خلاف لکھتا ہے اور وہ زبان واجب القتل ہے جو نبی کے خلاف کہتی ہے اور پیغمبرؐ بھی ایسا جو محض مسلمانوں کا نبی نہیں انسانیت کا مٹن ہے حقوقِ انسانی کا نگہبان ہے ناموسِ آدمیت کا محافظ ہے جس نے انسان کی حرمت کو کبے سے فضل اور انسان کی ذات کو رازِ الہی قرار دیا، ایسے پیغمبرؐ کی توہین و قارِ انسانی کی توہین ہے، ناموسِ آدمیت پر حملہ ہے شرفِ آدم کی گستاخی ہے جو شخص انسانیت کی آن کو طعنا نہیں

رکھتا کسی کو اُس کی جان کا لحاظ کیسے ہو سکتا ہے ؟

ملعونِ رشدی کے اس مکروہ قضیے میں یورپ کا ایک اور نفسیاتی مسئلہ بھی ہے اور قسمتی سے عالمِ اسلام کی بعض کمزوریاں اور کوتاہیاں یورپ کو ایسے مسائل پیدا کرنے پر ابھارتی ہیں اس کا نفسیاتی پرالتم یہ ہے کہ تاریخ کے ہر موڑ پر اسے اگر سابقہ پیش آیا ہے تو اسلام سے آیا ہے اور اسلام سوبار ڈوب کبھی طبری شان سے پھر طلوع ہوا ہے اور زمانے کی سانس کی ٹہنیوں کے دنیا کے فلسفیانہ منغلطے، لیکن لوجی کی بے محابا طاقت، میڈیا کے بے شمار حملے اور کھلی جارحیتیں سب کی سب نہ اسلام کی حقانیت اور آفاقیت کو جھٹلا سکی ہیں اور نہ مسلمانوں کے جوہر کو کھلا سکی ہیں، یورپ نے ہر حربہ آزما کر دیکھا صلیبی جنگوں سے لے کر عہدِ حاضر کی سازشوں تک اسلام اور اہل اسلام نے ہر زخم سینے پر کھایا ہے مگر پیٹھ نہیں دکھائی۔

ترکی خلافت کا سقوط، عرب اور ترک محاذ آرائی، نگلی طاقت اور تکیس سے عالمِ اسلام کا ایک بڑا حصہ شکنجہ میں کس دنیا اور آج ”جنگِ اسلام“ اور ”بنیاد پرستی“ ایسی اصطلاحات کی آڑ میں مسلمانوں کو وحشی بدو، دہشت گرد، اور نہ جانے کیا کیا باور کرنے کی مہم یہ ساری کڑیاں اسلام اور اہل اسلام کو موم کی ناک بنانے کے سلسلے سے تعلق رکھتی ہیں، یورپ نے سوچا کہ جنگ مستط کر دی جائے تو مسلمان ہار مان جائیں گے اقتصادی بائیکاٹ کیا جائے تو اہل اسلام گھٹے ٹیک دیں گے، ایٹمی ٹیکنالوجی پر پابندی لگا دی جائے، عالمِ اسلام جھک جائے گا، یورپ نے یہ سارے پاپڑیلے مسلمانوں کا ناک میں دم ہوا لیکن ہر بار اپنے بال و پر جھٹک کر محو پرواز ہو گئے، یورپ نے بڑے گہرے تغلّف اور شیطان کے اپنی مجلسِ شوریٰ سے خطاب کو خوب سمجھ کر اب یہ راستہ نکالا ہے کہ

یہ فاقہ کشش کہ موت سے ڈرتا نہیں ذرا

روحِ محمدؐ اس کے بدن سے نکال دو

ملعونِ رشدی کی اس کتاب کا لبّ لباب یہی ہے کہ مسلمانوں کے دل سے حُجّتِ نبیؐ کی پیش چھین لیا جائے تو مسلمان خود بخود راکھ کا ڈھیر بن جائیں گے، اور پھر اس راکھ پر پانی کے چند چھینٹے چھڑک کر اسے زمین کے برابر کر دیا جائے۔

لیکن یہاں یورپ کو پھر ٹھوک لگی اُس نے حکمرانوں کے آئینے میں عام مسلمان کا چہرہ دیکھنے کی کوشش کی اس نے سمجھا کہ ان میں زندگی کی ریق نہیں رہی ان کے اعصاب شل ہو گئے ہیں ان کے دل بھر گئے ہیں، ان

کے جذبات سو گئے ہیں اور اب صور اسرافیل پر بھی بڑی مشکل سے اٹھیں گے اُسے یہ اندازہ نہ ہو سکا کہ لاریب مسلمان اپنی تہذیب سے نا آشنا ہو گئے ہیں، اپنا نظام حکومت بھول بیٹھے ہیں اپنی شکل و صورت بگاڑ بیٹھے ہیں، اپنی اقتصادیات گر دی رکھ بیٹھے ہیں مگر اس سب کے باوجود آج بھی اپنے دل کا سودا بازارِ عشقِ مصطفیٰ میں کرتے ہیں۔

اگرچہ مسلمان ہزار بار سرِ راہ ٹوٹے گئے یورپ انہیں ٹوٹ کر بے گیا، امریکہ ٹوٹ رہا ہے لیکن خود جب لٹنے پر آتے ہیں تو اپنا سب کچھ ناموسِ مصطفیٰ پر لٹا کر خوش ہوتے ہیں بلکہ اس پر بھی مطمئن نہیں ہوتے اور کہتے رہ جاتے ہیں۔

کروں تیرے نام پہ جاں فدا نہ بس ایک جاں دو جہاں فدا
دو جہاں سے بھی نہیں جی بھرا کروں کیا کروں جاں نہیں
رشدی ملعون نے تو براہِ راست چلے گئے ہیں مسلمان تو اشارے اور کنائے کی گستاخی کو بھی ناقابلِ معافی قرار دیتے ہیں، مسلمان کے نزدیک نعلینِ نبی کی ٹوک تاجِ شاہی سے زیادہ معظم اور محترم ہے، اُن کے ہاں آپ کا نقشِ کف یا سجدہ گاہِ عشق ہے، اہل اسلام کہکشاں کو آپ کے قدموں کی دھول سمجھتے ہیں اربابِ عشق کلی کی چٹک کو تبسمِ رسول کا صدقہ سمجھتے ہیں صاحبانِ نظر کے عقیدے میں آپ حیات اُن کے تلووں کا دھوون ہے خلعتِ شاہی آپ کے لباس کی اُترن ہے، دیارِ حبیب کے کوچے جنت کے باغیچے ہیں بلکہ درمندِ ان عشق ہر اُس شخص کو اپنا امام سمجھتے ہیں جو ان کی گلی کا گدا ہو، خواجہ گینے کہا ہے۔

توڑیں دھکڑے دھکڑے کھانڈڑی آں

تیدے نام توں مفت وکانڈڑی آں

تیدے باندیاں دی میں باندڑی آں

ہم در دے گتیاں نال ادب

یورپ نے شیطانی کتاب کے ذریعے چاہا ہے کہ مسلمانوں کی سیاست عدم استحکام کا شکار ہے، حکمران استعمار کے آلہ کار ہیں، معیشت مغلوج ہے، اور دفاع کمزور ہے، اے دے کے ایک حبِ نبیؐ کا جذبہ ہے اگر وہ بھی کسی طرح ان کے دلوں سے نکال لیا جائے تو مسلمان ہمیشہ کیلئے غلام بن جائیں گے، یورپ ہم سے ہماری یہ کائنات چھین لینا چاہتا ہے، اہل اسلام اپنے ہر معاملے میں غافل واقع ہوئے

ہیں لیکن ناموس رسولؐ اور محبِ نبیؐ ان کو اپنے مال، اپنے وطن، اپنی اولاد اور اپنی جان سے بھی عزیز
رہی ہے اور متاعِ عزیزِ فراموش کرنے والی چیز نہیں ہوتی، اور یہی وہ متاعِ عزیز ہے جس کے سہارے
مسلمان زندہ ہیں ورنہ زندگی کا جواز کیا رہ جاتا ہے؟

اک عشقِ مصطفیٰ ہے اگر ہو سکے نصیب
ورنہ دھرا ہی کیا ہے جہانِ خواب میں
